Al-Azvā الاضواء
ISSN 2415-0444; E- ISSN 1995-7904
Volume 33, Issue, 50, 2018
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan.

اشیائے خوردونوش کی حلت وحرمت کے اصول، اسلامی شریعہ کے تناظر میں

The Principles of Halāl wa Harām of Edible Things

عبدالرحمن قاسمی*

عبدالقادر بزدار**

Abstract:
Islam has made clear distinction between Halal & Haram things. The beneficial edible things are Halal while the harmful are Haram and prohibited. It has also stated the Principle of Tayyab & Khabith things which led to inclusion of more things in Halal & Haram. The Present Study discusses the principle of Halal & Haram in eating and drinking things in the light of Islamic Shariah.

Key words: Halāl wa Harām, Edible things, Islamic food sciences.

جسم انسانی کی بقا اور صحت کے لیے صاف ستھری، پاکیزہ اور عمدہ غذا کا استعمال ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے جہاں دیگر معاملات کی رہنمائی کی ہے وہاں کھانے کے حوالہ سے حلال وطیب جانوروں اور اشیاء کو بطور خوراک ومشروب استعمال کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ چیزیں جو اخلاقی وروحانی اور جسمانی لحاظ سے صحت انسانی کے لیے مضر تھیں ان سے منع کیا ہے زیر نظر مقالہ میں اشیاء خوردونوش کی حلت وحرمت کے شرعی اصول زیر بحث لائے جارہے ہیں۔

پہلا اصول:

”جس چیز کے حلال ہونے کے بارے میں قرآن وسنت میں نص آجائے وہ حلال سمجھی جائے گی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

«كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُونَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ (1)

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج ملتان، پاکستان

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان، پاکستان

"کہ جاہلیت کے لوگ کچھ چیزیں کھالیا کرتے تھے اور کچھ چھوڑ دیا کرتے تھے انہیں گندا اور ناپاک سمجھ کر پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بھیجا اور اپنی کتاب نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے اس کے حلال کو حلال بتلایا اور اس کے حرام کو حرام قرار دیا پس جو حلال بتلایا حضور اکرم ﷺ نے وہی حلال ہے اور آپ ﷺ نے جو حرام بتلایا وہ حرام ہے۔"

امام شافعیؒ (م-204ھ) لکھتے ہیں:

وکل ما کانت تاکله لم ینزل تحریمه. ولم یکن فی معنی ما نص تحریمه. او یکون علی تحریمه دلالة.فهو حلال(2)

"اور ہر وہ چیز جو کھائی جاتی ہو اور اس کے بارے میں کوئی حرمت کا حکم نازل نہ ہوا ہو اور نہ ہی اس میں کوئی ایسی علت ہو جو ان اشیاء میں ہے جن کی حرمت صریح نص سے ثابت ہے اور اس کی حرمت دلالۃ النص سے بھی ثابت نہ ہو تو وہ حلال ہوگی۔"

امام ابوالحسن ماوردیؒ (م-450ھ) لکھتے ہیں:

ما ورد النص بتحلیله فی کتاب أو سنة، فهو حلال(3)

"جس شئی کے حلال ہونے کے بارے میں قرآن و سنت میں نص (تصریح) وارد ہوئی اسے حلال سمجھا جائے گا۔"

حلال کا مفہوم:

حلال سے مراد وہ چیز جس کا مباح ہونا ازروئے شریعت معلوم ہو۔ اور یہ لفظ "حل" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں کسی بندھی ہوئی یا گرہ لگی ہوئی چیز کو کھولنا جو چیز انسان کے لیے حلال کر دی گئی گویا ایک گرہ تھی جو کھول دی گئی اور پابندی ہٹا دی گئی اس لیے اسے حلال کہتے ہیں۔(4)

معرفۃ حلال:

امام عزالدین بن عبدالسلامؒ (م-660ھ) نے "ادلہ الامر" کے عنوان سے تفصیلی بحث کی ہے جو اصل کتاب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔(5) امام موصوفؒ نے اس کی تینتیس (33) کے قریب مثالیں دی ہیں جو اس مقام پر دیکھی جاسکتی ہیں تاہم ایک بات مد نظر رہے کہ بعض صورتوں میں ان کا بجالانا وجوبی ہوگا اور بعض میں مباح و مستحب اس کا علم قرائن سے ہوگا جس کی تفصیل کتب اصول فقہ میں موجود ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مصطفی الزحیلی نے بھی "معرفة مباح" کے لیے قرآن و سنت سے چند اسالیب کو بیان کیا ہے مثلاً "ان شئت یا شئتم، عدم

الجناح اور نفی الحرج, اَحَلَّ. اُحِلَّ. یُحِلُّ. حَلٰلًا" وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہوں تو وہ چیز شرعا حلال ومباح ہو گی۔(6)

دوسرا اصول:

"جس چیز کے حرام ہونے کے بارے میں قرآن وسنت میں نص آئی ہو وہ حرام سمجھی جائے گی۔"

امام شافعیؒ (م-204ھ) لکھتے ہیں:

اصل المأكول والمشروب إذا لم يكن لمالك من الادميين. أو أحله مالكه من الادميين، حلال إلا ما حرم الله عز وجل فی کتابه. أو على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم (7)

"ماکولات اور مشروبات میں ضابطہ یہ ہے کہ جب انسانوں میں سے کوئی ان کا مالک نہ ہو یا کوئی مالک ہو مگر وہ اس کو خود دوسروں کے لیے حلال کر دے تو وہ حلال ہے مگر وہ چیزیں جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی ﷺ کی زبان سے حرام قرار دیں وہ حرام ہونگی۔"

امام ابوالحسن ماوردیؒ (م-450ھ)ؒ لکھتے ہیں:

ما ورد النص بتحريمه في كتاب أو سنة فهو حرام (8)

"جس چیز کی حرمت کے بارے میں قرآن وسنت میں نص وارد ہوئی وہ حرام سمجھی جائے گی۔"

حرام کا مفہوم:

حرام وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن کو شرعا ممنوع قرار دیا گیا اور ان کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور دلیل قطعی سے مراد نص قرآنی جو اپنے مفہوم میں اس قدر واضح ہو کہ اس کے معنی میں کوئی اشتباہ نہ ہو اور سنت متواترہ، مشہورہ، اجماع بھی اس میں داخل ہیں۔ اور اس کے مرتکب کی شرعا مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کا نام معصیت، ذنب محظور اور ممنوع بھی رکھا جاتا ہے۔(9)

معرفۃ حرام:

امام عزالدین بن عبدالسلامؒ (م-660ھ) نے "ادلہ الامر" کی بحث میں چند صورتیں بیان کی ہیں جن سے "معرفۃ حرام" ہوسکتی ہے۔ (10) امام موصوفؒ نے یہاں سینتالیس (47) کے قریب قرآنی آیات سے مثالیں پیش کی ہیں جو ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مصطفی الزحیلی نے بھی "معرفة حرام" کے لیے قرآن وسنت سے چند اسالیب کو بیان کیا ہے مثلا "تحریم، حَرَّمَ، حُرِّمَ، حُرِمَت، مُحَرَّمًا، وَلَا تَقْرَبُوا، نَهَى، يَنْهٰى، رِجْسٌ، اجتناب، لَا يَحِلُّ، لَا تَحِلُّ، غَضَبُ الله، حَرْبُ الله" کے الفاظ استعمال ہوئے ہوتوں وہ چیز حرام ہو گی۔(11)

تیسرا اصول:

”اور جس چیز کی حلت وحرمت کے بارے میں نص وارد نہیں ہوئی وہاں طیب وخبیث کے ضابطہ سے کام لیا جائے گا۔“

اس کے بارے میں قرآن کریم نے اصل (ضابطہ) درج ذیل آیات میں بیان کر دیا۔

﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ۭقُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ﴾(12)

”آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا چیز حلال ہے کہہ دیجئے تمہارے واسطے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (13)

”اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔“

قرآن کریم نے طیب اور خبیث سے ان کی حلت وحرمت کو بیان کر دیا کہ جو طیبات میں داخل ہوگی وہ حلال متصور ہوگی اور جو خبیث میں شامل ہوگی وہ حرام ہوگی۔(14)

طیب کا مفہوم:

طیب کی تعریف میں ائمہ کا اختلاف واقع ہوا ہے حنفیہ کے ہاں طیب سے مراد وہ چیزیں جن سے لذت کا احساس ہوتا ہے، طبیعت میں ان کی اشتہاء پیدا ہوتی ہے۔اور فطرت سلیمہ جس کو پسند کرتی ہے۔(15) مالکیہ کے ہاں وہ اشیاء جن کی حرمت پر نص وارد نہیں ہوئی اور جن اشیاء کو حلال قرار دیا گیا وہ طیبات میں سے ہیں۔(16) شوافع کی رائے میں جس چیز کی حرمت پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو اور اہل عرب اس کو کھاتے ہوں تو وہ طیبات میں سے ہوگی۔(17) حنابلہ کے نزدیک بھی طیب کا مفہوم وہی ہے جو شوافع نے لیا ہے کہ اہل عرب جس چیز کو طیب کہیں اور پاکیزہ سمجھیں وہ طیب وحلال میں سے شمار ہوگی۔(18) لیکن یہ ایک بہت دشوار معاملہ ہے اس لیے کہ بہت سے لوگ ایسی چیزیں بھی کھا جاتے ہیں جس کو ایک سلیم الطبع انسان ناپسند کرتا ہے تو پھر اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ وہ چیز طیبات میں داخل ہے یا نہیں۔؟ اس کے لیے خبیث کے مفہوم کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

خبیث کا مفہوم:

خبیث کے مفہوم میں بھی اہل علم کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے جس کا اثر خبائث کے دائرہ کار پر ظاہر ہوتا ہے۔حنفیہّ کے ہاں ہر وہ چیز جس کو فطرت سلیمہ نفرت محسوس کرتے ہوئے ناپسند کرے وہ خبائث میں سے ہوگی۔(19) مالکیہ کے نزدیک نزدیک خبائث سے مراد حرام کی گئی اشیاء ہیں۔(20) شوافع کے ہاں جس چیز سے اہل عرب گھن محسوس کریں وہ خبیث ہوگی۔(21) حنابلہ کا موقف بھی شوافع والا ہے کہ اہل عرب جس چیز کا نام خبیث رکھیں وہ خبیث وحرام ہوگی ۔(22) لہٰذا طیب وخبیث کے مفہوم میں ائمہ کے اختلاف کی وجہ سے بہت سی چیزیں حلت وحرمت کے دائرہ میں داخل اور خارج ہوئی ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

چوتھا اصول:

”اشیاء میں اصل اباحت ہے جب تک کہ حرمت پر کوئی دلیل شرعی نہ آجائے۔“

ارشاد ربانی ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ (23)

”وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لئے پیدا کیں۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴾(24)

”اوراس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ﴾ (25)

”کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور کس نے کھانے کی پاکیزہ چیزیں حرام کیں۔“

ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے امام ابو بکر جصاص الرازیؒ (م-370ھ) لکھتے ہیں:

يحتج بجميع ذلك فی أن الأشياء على الإباحة مما لا يحظره العقل فلا يحرم منه شیء إلا ما قام دليله (26)

"ان تمام آیات سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ اشیاء اباحت پر ہیں ان چیزوں میں سے جن کے لیے عقل مانع نہ ہو، لہذا ان میں سے کوئی شئ حرام نہیں ہو گی جب تک کہ دلیل نہ قائم ہو جائے۔"

باقی رہی یہ بات کہ دلیل سے کیا مراد ہے؟ امام ابو بکر جصاص الرازی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

فقد صح عندنا أن الأشياء على أصل الإباحة، حتى يقوم الدليل من عقل أو سمع على الحظر (27)

"تحقیق احناف کے ہاں صحیح بات یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے جب تک ان کی ممانعت پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہ آجائے۔"

ایک اور مقام پر فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾(28)

"کہہ دو کہ میں اس وحی میں جو مجھے پہنچی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔"

امام زرکشیؒ (م-794ھ) مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يصلح ان يحتج به على ان الاصل في المأكولات الاباحة (29)

"یہ آیت اس بات کی دلیل بن سکتی ہے کہ ماکولات میں اصل اباحت ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

الحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، وَالحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، وَ مَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ(30)

"حلال اور حرام وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال یا حرام کیا ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی گئی ہے وہ معاف ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے تمام چیزیں انسانوں کے فائدہ کے لیے بنائی گئیں جو اپنی اصل کے لحاظ سے مباح ہیں جب تک کہ حرمت پر کوئی دلیل شرعی یا عقلی نہ آجائے۔ جمہور احناف اور شوافع اسی کے قائل ہیں(31) بہر کیف جمہور اہل کا رجحان اسی طرف ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ اسی قاعدہ سے غیر معروف حیوانات اور مجہول نباتات کا حکم معلوم ہو گا۔

علامہ ابن نجیم المصریؒ (م-970ھ) لکھتے ہیں:

ویتخرج علیها ما أشکل حاله فمنها الحیوان المشکل أمره والنبات المجهول اسمه (32)

"اور اسی پر تخریج کی جائے گی ایسی اشیاء کی جن کا حال معلوم نہیں، پس اسی میں وہ حیوان جس کا حال معلوم نہیں اور وہ نباتات جو مجہول الاسم ہیں شامل ہیں۔"

لہذا غیر منصوص غذائی اشیاء اس وقت تک جائز اور مباح سمجھی جائیں گی جب تک ان میں حرمت کی دلیل قطعی طور پر نہ معلوم ہو جائے مثلاً روٹی و نان، ٹافی و بسکٹ وغیرہ اگر کسی کافر سے خریدیں جائیں تو ان کا کھانا جائز ہو گا جب تک کہ اس میں حرام یا نشہ آور یا نجس چیز کا ثبوت نہ ہو جائے۔ مگر گوشت اور عصمت انسانی میں میں اصل حرمت ہے۔

علامہ ابن قیمؒ (م-751ھ) لکھتے ہیں:

الأصل فی الذبائح التحریم (33)

"ذبائح میں اصل حرمت ہے۔"

جب تک ذبیحہ کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ مشروع طریقے سے جانور کو ذبح کیا گیا ہے اس وقت تک گوشت کو حرام ہی سمجھا جائے گا۔ اور ابضاع میں بھی اصل حرمت ہے۔ علامہ سیوطیؒ (م-911ھ) لکھتے ہیں:

الاصل فی الابضاع الحرمة حتی یرد دلیل علی الحل (34)

"شرمگاہوں سے منافع میں اصل حرمت ہے جب تک کہ حلت کی دلیل نہ آجائے۔"

امام عبدالرحمٰن شیخی زادہؒ (م-1078ھ) لکھتے ہیں:

واعلم أن الأصل فی الأشیاء کلها سوی الفروج الإباحة ...وإنما تثبت الحرمة بعارض نص مطلق أو خبر مروی فما لم یوجد شیء من الدلائل المحرمة فهی علی الإباحة (35)

"جان لیجئے کہ فروج کے علاوہ باقی تمام اشیاء میں اباحت ہے، اور حرمت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب کوئی نص مطلق یا حدیث آجائے، پس جب حرام قرار دینے والے دلائل سے کچھ نہ پایا جائے تو وہ چیز اباحت پر ہو گی۔"

لہذا بضع کے حلال ہونے کے لیے عقد نکاح یا ملک یمین کا تحقق ضروری ہے۔ باقی اس مسئلہ میں (کہ اشیاء اصل میں کیا ہے) دو قول اور بھی ہیں ایک ممانعت کا اور دوسرا توقف کا تفصیل کتب اصول فقہ میں موجود ہے۔

پانچواں اصول:

"منافع بخش چیزوں میں اصل اباحت اور نقصان دہ چیزوں میں ممانعت ہے۔"

جب کسی چیز کی حلت و حرمت پر قرآن و سنت سے کوئی نص نہ ہو اور نہ ہی کسی مجتہد یا مفتی کا کوئی قول ہو تو نفع بخش چیزوں میں اصل اباحت ہے اور نقصان دہ چیزوں میں ممانعت ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (36)

"وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لئے پیدا کیں۔"

اور آپ ﷺ کا ارشاد:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ (37)

"نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہچانا ہے۔"

امام فخر الدین رازیؒ (م-606ھ) لکھتے ہیں:

الأصل في المنافع الإذن وفي المضار المنع (38)

"منافع میں اصل اباحت ہے اور ضرر رساں چیزوں میں ممانعت ہے۔"

اس موقف پر امام شاطبیؒ (م-790ھ) نے اعتراض کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

انه لا يستمر اطلاق القول بأن الاصل فى المنافع الاذن، وفى المضار المنع، كما قرره الفخر الرازى (39)

"یہ بات علی الاطلاق ہمیشہ نہیں کہی جاسکتی کہ منافع میں اصل اذن اور نقصان دہ چیزوں میں منع ہے جیسا کہ فخر الدین رازیؒ نے ثابت کیا ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"مصالح اور مفاسد حکم شارع کی طرف لوٹتے ہیں اور شارع کا حکم احوال واشخاص اور اوقات کے موافق متوجہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی معین فائدہ کسی وقت اور کسی حالت میں ایک شخص کے لیے جائز ہوتا ہے لیکن دوسرے شخص کے لیے یا دوسرے وقت میں اس کی اجازت نہیں ہوتی پھر یہ قول مطلقا کیسے لاگو کیا جاسکتا ہے کہ منافع میں اصل اذن اور مضار میں منع ہے۔؟ اور نیز جب منافع، ضرر سے خالی نہیں اور ضرر، نفع سے خالی نہیں تو پھر یہ اذن اور نہی کیسے اکٹھے ہوسکتے ہیں؟" (40)

مگر تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شاطبی کا یہ اعتراض زیادہ وزنی نہیں ہے اس لیے کہ اگر کسی چیز کا نفع یا نقصان مقاصد شریعہ سے معلوم ہوتا ہے اس پر تو کوئی اشکال ہی نہیں کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ انہی مصالح ومفاسد کا اعتبار ہوگا جو شرعا معتبر ہیں، زیر بحث بات تو یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے بارے میں شرعا مصلحت یا اباحت ومفسدہ کا بیان نہیں ہے تو وہاں منافع میں اصل اباحت اور مضار میں منع ہے۔ نیز علامہ شاطبی نے چند صفحات قبل المسالۃ الخامسہ میں خود اس بات کی صراحت کی ہے:

"کہ دنیا کی طرف لوٹنے والے مصالح اور مفاسد کو ان کے کثرت وقوع سے ہی سمجھا جاسکتا ہے اگر مصلحت کی جہت غالب ہے تو عرف میں اسے مصلحت ہی سمجھا جائے گا اور اگر دوسرا پہلو غالب ہو تو اسے مفسدہ ہی سمجھا جائے گا اس لیے کہ ہر پہلو کے دورخ ہوتے ہیں اور وہ راجح کی طرف منسوب ہوتا ہے اگر مصلحت راجح ہو تو وہی مطلوب ہے کہدیا جاتا ہے کہ یہی مصلحت ہے اور اگر مفسدہ کا پہلو غالب تو اس سے بھاگا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مفسدہ ہے دنیاوی معاملات میں مصلحت ومفسدہ کے پائے جانے کو اسی انداز سے دیکھا جائے گا۔" (41)

اب اس تناظر میں امام رازیؒ کے کلام کو دیکھیں تو مسئلہ بے غبار ہو جاتا ہے کہ منافع انسانی میں جس کا عرفاً اعتبار کیا جاتا ہے اس میں اجازت ہے اور جو امور عرفاً نقصان دہ ہوں ان میں ممانعت ہے۔ امام شاطبیؒ کی اس بات سے امام رازیؒ کے موقف کی تائید ہو رہی ہے۔

نیز عقل انسانی بھی اس کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لیے کہ کسی چیز سے نفع اٹھانے میں نہ مالک کا نقصان ہو اور نہ منتفع کا تو اس کی ممانعت نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ چراغ کی روشنی سے فائدہ اٹھانا اور دیوار کے سایہ سے مستفید ہونا۔ اس پر یہ اشکال نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے تو محرمات سے نفع اٹھانے کا جواز بھی معلوم ہو رہا ہے کہ فاعل کو نفع مل رہا ہے اور مالک کے لیے بھی نقصان کی کوئی بات نہیں؟ اس لیے کہ محرمات کا حکم تو اللہ تعالی نے بیان کر دیا ہے بحث اور نزاع تو اس بات میں ہے کہ شرعاً اس چیز کا حکم بیان نہیں ہوا اب وہاں کیا معاملہ کرنا چاہیے۔؟ (42) علامہ شوکانیؒ (م-1250ھ) نے اس مقام پر امام رازیؒ کے موقف پر نہایت شاندار تفصیلی بحث کی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ الغرض دیکھا جائے گا اگر وہ چیز مسلمانوں کے لیے مفید ہے تو وہ مباح ہوگی اور اگر تکلیف کا باعث ہے تو منع ہوگی بشرطیکہ شرعاً اس بارے میں کوئی رہنمائی نہ ملتی ہو اگر از روائے شریعت منفعت یا مضرت کا حکم معلوم ہو جائے تو پھر اسی پر عمل ہوگا۔

چھٹا اصول:

"جن جانوروں کے قتل کی شرعاً ممانعت ہے یا قتل کرنے کا حکم ہے ان کا کھانا حرام ہے۔"

ایک طبیب نے حضور اکرم ﷺ سے مینڈک کو دوا میں ڈالنے کے متعلق دریافت کیا:

فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا (43)

"تو نبی کریم ﷺ نے اس طبیب کو مینڈک کے قتل سے منع فرمایا۔"

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے فقہاء نے کہا کہ مینڈک کا کھانا حرام ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس کے قتل سے منع کیا اور اگر اس کا کھانا جائز ہوتا تو اس کے قتل کی ممانعت نہ ہوتی کیونکہ قتل کیے بغیر اس کو نہیں کھایا جاسکتا۔ (44) ایک اور حدیث میں ہے:

نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةُ، وَالنَّحْلَةُ، وَالْهُدْهُدُ، وَالصُّرَدُ(45)

"کہ نبی کریم ﷺ نے چار جانوروں کے قتل کرنے سے منع فرمایا چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور صرد۔"

چیونٹی، شہد کی مکھی، صرد اور ھدھد کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور شہد کی مکھی کے باقی رکھنے میں شہد کے منافع کا حصول ہوتا ہے اور ان جانوروں کی طرف سے نہیں کسی شر کا اندیشہ بھی نہیں ہے اس لیے ان کے قتل کی ممانعت ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ، كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يَقْتُلُهُنَّ فِي الحَرَمِ: الغُرَابُ، وَالحِدَأَةُ، وَالعَقْرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ (46)

"پانچ جانور موذی ہیں ان کو حرم میں قتل کیا جاسکتا ہے، کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔"

بعض روایات میں بچھو کی جگہ سانپ کا بھی ذکر ہے۔(47)

امام ابو بکر جصاص الرازیؒ (م-370ھ) لکھتے ہیں:

يدل على تحريم أكل هذه الخمس وأنها لا تكون إلا مقتولة غير مذكاة ولو كانت مما يؤكل لأمر بذبحها وذكاتها لئلا تحرم بالقتل (48)

"آپ کا یہ فرمان ان پانچ جانوروں کے گوشت کی تحریم پر دلالت کرتا ہے۔ نیز یہ کہ ان کا قتل ہی ہوگا انہیں ذبح نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر ان کو کھانا حلال ہوتا تو آپ ﷺ انہیں ذبح کرنے کا حکم دیتے تاکہ قتل ہونے کی صورت ان کا گوشت حرام نہ ہو جائے۔"

غراب سے مراد چتکبرا کوا ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں "الغراب الابقع" کے الفاظ آرہے ہیں۔(49) اور یہ وہ کوا ہے جو نجاست کھاتا ہے اور کبھی کبھار دانہ بھی کھالیتا ہے مگر آغاز نجاست کھانے سے ہی کرتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ (50) ان پانچ جانوروں کے قتل کے مباح ہونے کی وجہ ان کی طرف سے نقصان اور شر کو دور کرنا ہے۔ (51) چنانچہ انہی روایات سے استدلال کرتے ہوئے صاحب تلخیص (52) نے بھی یہی مذکورہ اصول بیان کیے ہیں۔ امام محی السنہ البغویؒ (م-516ھ) لکھتے ہیں:

قال صاحب التلخيص كل ما أمر النبي صلى الله عليه وسلم بقتله فهو حرام وما نهى عن قتله أيضاً حرام (53)

"صاحب تلخیص نے کہا ہر وہ جانور جس کے قتل کا آپ ﷺ نے حکم دیا وہ حرام ہے اور جس کے قتل سے منع کیا وہ بھی حرام ہے۔"

صاحب تلخیص کی اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے امام محی السنہ لکھتے ہیں:

قال أصحابنا: أما قوله: ما أمر بقتله فهو حرام فهو صحيح ... وأما قوله: ما نهى عن قتله فهو حرام ... فهذا ليس على هذا الإطلاق (54)

"ہمارے اصحاب نے کہا صاحب تلخیص کا قول جس جانور کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا وہ حرام ہو گا یہ صحیح بات ہے اور رہا ان کا یہ قول کہ جس جانور کے قتل سے منع کیا گیا وہ بھی حرام ہے یہ بات علی الاطلاق نہیں ہے۔"

مگر امام بغویؒ نے اس کی کوئی مثال نہیں دی تاہم پہلی صورت کہ جس جانور کو آپ ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا وہ حرام ہو گا اس سے ایک صورت کا استثناء کتب شوافع سے ملتا ہے۔ جب کوئی شخص ایسے جانور سے وطی کرلے جو ماکول اللحم ہے تو حدیث میں اس جانور کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (55) ضابطہ کے مطابق جس جانور کو آپ نے قتل کرنے کا حکم دیا ہو اس کا کھانا حرام ہے، تو اس جانور کا گوشت بھی حرام ہونا چاہیے مگر شوافع کے قول اصح کے مطابق اس کا مذکورہ قاعدہ سے استثناء ہے لہٰذا اس کا گوشت کھایا جاسکتا ہے وہ حرام نہیں ہے۔ (56) یہ ساری بحث تو اس صورت میں ہے اگر یہ حدیث اہل علم کے ہاں صحیح ہو، جبکہ اہل علم نے اس حدیث کو شاذ اور ضعیف قرار دیا ہے امام بخاریؒ اور یحی بن معین نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (57) مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ آپؐ کا بعض جانوروں کی قتل سے ممانعت اور بعض کی اجازت سے مقصود ان حرام جانوروں کا بیان ہے جن کا کھانا حرام ہے۔ پہلی احادیث میں مینڈک ودیگر جانوروں کے قتل کی ممانعت اور دوسری حدیث میں بعض موذی جانوروں کے قتل کی اباحت اس بات پر دال ہے کہ ان کے بارے میں حکم شرعی ایک ہی ہے کہ ان کا کھانا جائز نہیں ہے اگرچہ حرمت کے اسباب مختلف ہیں۔ امام ابو الوفاء ابن عقیلؒ حنبلی (م-513ھ) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والحكم الواحد في الشرع يتعلق بأسباب مختلفة، كالقتل يجب بالقتلِ العمدِ، وبالردَّة، وبالزنا مع الإحصان. وتحريمِ الأكل دل عليه المنع من القَتل، كنهي النبي - صلى الله عليه وسلم - عن قَتلِ الضفدع فدل تحريم قتلهِ على المنع من أكلهِ. وإباحة القَتلِ دل على تحريمِ الأكل، كالخمسِ المؤذيات نص على إباحة قَتلهِن فكان إباحة قتلهن دالاً على تحريمِ أكلهن (58)

"شریعت میں ایک حکم کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ قتل کبھی قتل عمد کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، اور کبھی مرتد ہونے کی وجہ سے اور کبھی محصن شخص کی بدکاری کی صورت میں، اسی طرح کبھی جانور کے قتل کرنے سے منع کرنا اس کے کھانے کی حرمت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مینڈک کے قتل کے سے منع کیا جس نے اس بات پر دلالت کی کہ اس کے

کھانے کی ممانعت کی وجہ سے اس کا قتل کرنا حرام ہے، اور کبھی کسی جانور کے قتل کی اباحت اس کے کھانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ پانچ موذی جانوروں کے قتل کی اباحت پر نص آئی ہے لہذا ان کے کے قتل کا مباح ہونا ان کے کھانے کی حرمت پر دلالت کرتا ہے۔"

باقی رہ گئے وہ جانور جن کے نہ قتل کی نہ ممانعت ہے اور نہ اجازت تو ان کا کیا حکم ہو گا؟ شوافع کے نزدیک اس بارے میں اہل عرب کا اعتبار ہو گا جس کو وہ پاکیزہ سمجھ کر کھاتے ہوں وہ حلال ہونگے اور جن کو خبیث سمجھتے ہوں وہ حرام ہونگے۔(59)

ساتواں اصول:

"جو جانور کچلیوں یا پنجوں سے شکار کرتے ہیں ان کا کھانا حرام ہے۔"

حدیث میں ہے:

أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ (60)

"نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن پرندوں میں سے پنجوں والے اور درندوں میں سے کچلیوں والے جانوروں کو کھانے منع کیا۔"

سباع کی تعریف کرتے ہوئے علامہ مرغینانیؒ (م-593ھ) لکھتے ہیں:

والسبع کل مختطف منتھب جارح قاتل عادعادة (61)

"اور درندہ ہر وہ جانور ہے جو اچکنے والا، لوٹ مار کرنے والا، زخمی کرنے والا، قتل کرنے والا، عادت کے اعتبار سے حملہ کرنے والا ہو۔"

ان جانوروں کی کھانے کی حرمت کی وجہ تکریم انسانی ہے تاکہ ان کے اوصاف ذمیمہ انسانوں میں نہ آجائیں۔(62)

ذی ناب کی علت حرمت:

ذی ناب کی حرمت کی علت میں اہل علم کے درمیان بحث ہوئی ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ذی ناب کی حرمت کی دلیل کچلیوں سے شکار کرنا ہے چاہے وہ ابتداءً حملہ نہ کرتے ہوں اسی طرح وہ جانور جو بغیر کچلی کے دانتوں کے زندہ بھی رہ سکتے ہوں۔اور ذی مخلب کی حرمت کی علت پنجوں سے شکار کرنا ہے۔(63) امام شافعیؒ کے ہاں ذی ناب جانوروں کی حرمت کی علت ان کے کچلی کے دانتوں کا مضبوط ہونا ہے جس کے ذریعے وہ دوسرے انسانوں اور حیوانات پر حملہ آور ہوتے ہوں۔(64) شوافع میں سے ابو اسحاق ابراہیم بن احمد المروزیؒ (م340ھ) کے ہاں جن جانوروں کی زندگی کا دارومدار ان کی کچلیوں پر ہو وہ ذی ناب ہونگے۔(65)

آٹھواں اصول:

"زہریلی اور مضر اشیاء کا کھانا منع ہے۔"

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾(66)

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (67)

"اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔"

امام ابوالحسن ماوردیؒ لکھتے ہیں:

حیات الماء، وعقاربه، وجمیع ما فیه من ذوات السموم الضارة، وما یفضی إلی موت أو سقم، فلا یحلّ أن یؤکل بحال(68)

"پانی کے سانپ، بچھو اور جمیع وہ جانور جو اپنی ذات کے لحاظ سے زہریلے و مضر ہیں اور موت یا بیماری تک پہنچاتے ہیں تو ان کا کھانا کسی حالت میں حلال نہ ہو گا۔"

شیخ ابو اسحاق شیرازیؒ (م-476ھ) لکھتے ہیں:

فما یضر لا یحل أکله کالسم والزجاج والتراب والحجر (69)

"پس وہ چیز جس کا استعمال مضر ہو اس کا کھانا حلال نہ ہو گا جیسا کہ زہر"

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ (م-620ھ) لکھتے ہیں:

وما فیه مضرة من السموم ونحوها فمحرمة (70)

"اور جس چیز میں زہر اور اسی کی مثل اشیاء کی وجہ سے مضرت ہو وہ حرام ہو گی۔"

امام نوویؒ (م-676ھ) لکھتے ہیں:

"لا یحل أکل ما فیه ضرر من الطاهرات کالسم القاتل والزجاج والتراب الذی یؤذی البدن وهو هذا الذی یأکله بعض النساء وبعض السفهاء وکذلك الحجر الذی یضرّ أکله وما أشبه ذلك(71)

پاک اشیاء میں سے وہ چیزیں جو نقصان دہ ہیں ان کا کھانا حلال نہیں جیسا کہ زہر قاتل، شیشہ ، مٹی جو بدن کے لیے ایذاء کا باعث ہو اور یہ وہ ہے جس کو بعض عورتیں کھاتی ہیں اور بعض کم عقل، اسی طرح وہ پتھر جس کا کھانا مضر ہو اور اسی کی مثل اشیاء۔"

امام ابن جزی الکلبیؒ مالکی (م-741ھ) لکھتے ہیں:

فالجماد كله حلال الا النجاسات وما خالطته نجاسة والمسكرات والمضرات كالسموم والطين مكروه وقيل حرام(72)

"جمادات سارے حلال ہیں سوائے ان کے جو نجس ہوں یا ان میں نجس کا اختلاط ہو یا جن میں نشہ ہو یا جو مضرات میں سے ہوں جیسے زہر اور گارا وغیرہ مکروہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرام ہیں ۔"

نواں اصول:

"نجس اشیاء کا کھانا حرام ہے۔"

نجس کی تعریف کرتے ہوئے امام الشرنبلالیؒ (م-1069ھ) لکھتے ہیں:

اسم لعين مستقذرة شرعا(73)

"نجس اس چیز کا نام ہے جس کو شرعا گندا سمجھا گیا ہو۔"

اس میں خنزیر کا گوشت اس کے تمام اجزاء، انسان کا خون، خشکی کے جانوروں کا بہنے والا خون، آدمی کا پیشاب، قئی، پیپ، پاخانہ، حرام گوشت والے جانوروں کا پیشاب، پاخانہ اور قئی وغیرہ شامل ہیں اور اکثر اہل کے نزدیک شراب بھی ناپاک ہے کیونکہ اس کو قرآن کریم میں رجس کہا گیا ہے۔(74) احناف کے نزدیک پرندوں کی بیٹوں، چوہے اور چمگادڑ کے پیشاب کپڑوں کو لگ جانے اور کھانے میں گر جانے کی صورت میں معاف ہے، کیونکہ چوہے سے بچنا ممکن نہیں اور چمگادڑ فضا میں ہی پیشاب کر دیتا ہے۔ مگر برتنوں میں محفوظ پانی کے سلسلے میں معاف نہیں ہے۔(75)

نجاست کی اقسام:

نجاست کی دو قسمیں ہیں: مغلظہ اور مخففہ۔ نجاست مغلظہ کے بارے میں امام البابرتیؒ (م-786ھ) لکھتے ہیں:

وهي ما ثبتت بدليل مقطوع به كالدم والبول والخمر وخرء الدجاج وبول الحمار....وقيل التغليظ عند أبي حنيفة يثبت بنص لا معارض له، وعندهما يثبت بالإجماع (76)

"نجاست مغلظہ وہ ہے جس کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو جیسا کہ خون، پیشاب، شراب، مرغی کی بیٹ، گدھے کا پیشاب وغیرہ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ ہے جو ایسی

نص سے ثابت ہو کہ جس کے معارض دوسری نص طہارت کو ثابت کرنے والی نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ ہے جو اجماع سے ثابت ہو۔"

اور نجاست مخففہ کے بارے میں امام البابرتیؒ لکھتے ہیں:

وھی ما تثبت بخبر غیر مقطوع بہ کبول ما یؤکل لحمہ(77)

"نجاست مخففہ وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جو قطعی نہ ہو جیسے ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔"

الغرض بعض نجاستوں پر فقہاء کا اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف ہے ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے اس مقام پر تفصیلی بحث کی ہے جو ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔(78)

دسواں اصول:

"نشہ آور چیزوں کا کھانا یا پینا حرام ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: « كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ » (79)

"ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے: « كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ »(80)

"پینے کی جو چیز نشہ لائے وہ حرام ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد نبوی ﷺ ہے:

« كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ » (81)

"ہر نشہ والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔"

خمر کی حرمت پر تو سب کا اتفاق ہے کہ قلیل ہو یا کثیر اس کا پینا حرام ہے لیکن نبیذ قلیل جو نشہ آور نہ ہو اس میں اہل علم کا اختلاف ہے علماء حجاز اس کو بھی حرام سمجھتے ہیں جبکہ علماء عراق وکوفہ وبصرہ کی رائے میں نبیذ اتنی مقدار میں پینا جو نشہ کی کیفیت پیدا نہ کرے وہ اس میں داخل نہیں ہے۔(82) امام ابو حنیفہؒ (م-150ھ) اور امام ابو یوسفؒ (م182ھ) کے نزدیک چار قسم کی نبیذ پینا حلال ہے بشرطیکہ اس کے پینے سے مقصود کھانے کو ہضم یا بطور دواء استعمال یا اللہ کی اطاعت وعبادت کے لیے قوت کا حاصل کرنا ہو اور اگر مقصود لہو ولعب ہو تو شیخین کے نزدیک پینا حرام ہے۔(83) مگر امام محمدؒ (م-189ھ) کے نزدیک ان چاروں کا استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے اور انہی کے قول پر فتوی ہے۔(84) ائمہ ثلاثہؒ کا موقف بھی یہی ہے کہ ان شرابوں کا پینا حرام ہے۔(85)

گیارہواں اصول:

"اضطراری حالت میں حرام اشیاء حلال ہو جائیں گی۔"

فرمان الٰہی ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (86)

"پس جو مجبور ہو جائے نہ سرکشی کرنے والا ہو اور نے حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

امام سرخسیؒ (م-483ھ) لکھتے ہیں:

الضرورات تبیح المحظورات (87)

"مجبوریوں سے ممنوعہ چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔"

لہذا حالت مجبوری میں حرام اشیاء کا استعمال مباح ہو گا۔ مگر اس میں بھی یہ اصول پیش نظر رہے کہ جو چیز بوقت مجبوری جائز ہوتی اس کا اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہوتا ہے جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔ چنانچہ امام سرخسیؒ نے لکھا ہے:

الثابت بالضرورۃ یتقدر بقدر الضرورۃ (88)

"جو چیز مجبوری کی حالت میں ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہوتی ہے۔"

چنانچہ حالت اضطراری میں حرام یا اس کے اجزاء سے تیار شدہ غذائی مصنوعات کا بقدر ضرورت استعمال جائز ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ضرورت اور مجبوری کا شرعی معیار کیا ہے اس کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

بارہواں اصول:

"اگر کسی جگہ حلت و حرمت کے اسباب جمع ہو جائیں تو حرام کا اعتبار ہو گا۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِذَا خَالَطَ كِلاَبًا، لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهَا، فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ، وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي المَاءِ فَلاَ تَأْكُلْ (89)

"کہ جب تم بسم اللہ پڑھ کر اپنا کتا چھوڑ دو اور وہ شکار روک رکھے اور اس کو مار ڈالے تو اس کو کھالو اور اگر کتے نے کھا لیا ہو تو نہ کھاؤ اس لئے کہ اس نے اپنے لئے روک رکھا ہے اور اگر اس کے ساتھ دوسرے کتے شریک ہو گئے ہوں، جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا اور وہ شکار کو روک رکھیں اور قتل کر دیں تو مت کھاؤ، اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس نے قتل کیا ہے اور اگر کسی شکار پر تو تیر مارے اور ایک یا دو دن کے بعد اس کو پائے تو اس میں تیرے تیر کے سوا کوئی نشان نہ ہو تو اس کو کھالے اور اگر پانی میں مر گیا ہو تو اس کو نہ کھاؤ۔"

اس حدیث سے معلوم کہ حلال و حرام دو سبب جمع ہو جائیں تو حرمت کو ترجیح دیتے ہوئے اس چیز کو حرام قرار دیا جائے گا۔ امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

ما اجتمع الحلال والحرام فی شیء الا غلب الحرام الحلال(90)

"جب حلال اور حرام کسی چیز میں ایک جگہ اکھٹے ہو جائیں تو حرام حلال پر غالب ہو گا۔"

مثلاً ایک مسلمان شکاری نے پہاڑ پر بیٹھے جانور کو تیر مارا اور وہ نیچے گر کر مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہ ہو گا کیونکہ اگر اس کے تیر سے مرا تو حلال تھا اور اگر گرنے سے مرا تو متردیہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہو گا اس لیے حرمت کو ترجیح دی جائے گی۔اسی طرح ایک شخص نے پرندے کو تیر مارا اور وہ پانی میں جا گرا جب شکاری پہنچا تو وہ مر چکا تھا اس کا کھانا بھی حرام ہے اس لیے کہ اگر تیر سے موت واقع ہوتی تو حلال تھا مگر یہاں یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ کہیں پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے نہ موت واقع ہوئی ہو اس لیے حرمت کو ترجیح ہو گی۔(91) واضح رہے کہ محض شک اور احتمال کی بنیاد پر اشیاء کو حرام نہیں کہا جائے گا مثلاً ڈبل روٹی، ٹافیاں، بسکٹ، جیلی، چاکلیٹ، جوس، برگر، وغیرہ اگر غیر مسلم کی تیار شدہ ہوں جب تک ان کے بارے میں قطعی ویقینی دلیل سے نہ معلوم ہو جائے کہ ان میں نجس، نشہ آور، مردار کی چربی یا کوئی اور حرام چیز کی آمیزش ہے تب تک اسے حلال ہی سمجھا جائے گا۔

تیرہواں اصول:

"اگر حرام شئ حلال میں اس طرح مل جائے کہ الگ نہ کی جا سکے تو وہ حلال شئ حرام ہو گی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ» (92)

"کہ اگر گھی میں چوہا گر جائے تو اگر وہ گھی جما ہوا ہے تو اسے یعنی چوہے کو اور اس کے ارد گرد کو الٹ دو اور اگر پگھلا ہوا تو اس کے قریب مت جاؤ۔"

امام شافعیؒ لکھتے ہیں:

وکل حرام اختلط بحلال فلم یتمیز منہ حرم کاختلاط الخمر بالماکول (93)

"اور ہر حرام چیز کا جب حلال سے اس طرح اختلاط ہو جائے کہ وہ اس سے جدا نہ کی جا سکے تو وہ حرام ہو گی جیسا کہ شراب کسی کھانے کی چیز میں مل جائے۔"

اگر کسی کھانے میں کوئی ایسی چیز گر گئی جس میں بہنے والا خون نہیں مثلاً مچھر، مکھی یا بھڑ وغیرہ تو اس سے کھانا ناپاک نہیں ہو گا۔(94) اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور چیز گر گئی جن میں بہنے والا خون تھا تو دیکھا جائے گا وہ چیز جامد ہے یا مائع اگر مائع ہے تو ساری ضائع کر دی جائے گی اور اگر جامد ہے تو اس کے ارد گرد والا حصہ نکال کر باقی کھایا

جاسکتا ہے۔مالکیہ نے ایک اور قید کا اضافہ کیا ہے اگر وہ چیز شئی جامد میں میں لمبے عرصہ تک رہی تو اب بھی اس کو پھینک دیا جائے گا۔(95)

حرمت کے اسباب:

ان مذکورہ اصول کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ حرمت کے اسباب میں ضرر، نجس، نشہ اور خبث شامل ہیں اور فقہاء نے اس میں کرامت کو بھی شامل کیا ہے۔کرامت کا مطلب وہ چیز باعث تعظیم وتکریم ہو اس کی مثال جیسا کہ اہل علم کا اجماع ہے کہ حضرت انسان کے کسی حصہ کو کھانا جائز نہیں ہے۔(96) لہذا کسی بھی غذائی چیز پر حلت کے کے اطلاق کے لیے ان اسباب کا انتفاء ضروری ہے اور حرمت کے لیے ان میں سے کسی کا بھی تحقق کافی ہے۔

خلاصہ بحث:

شریعت اسلامیہ زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے ان میں ایک اہم شعبہ کا تعلق اطعمہ واشربہ سے ہے چنانچہ قرآن وسنت نے اشیاء خوردونوش کی حلت وحرمت کے حوالہ سے کچھ چیزوں کو صریح انداز میں حلال وحرام قرار دیا اور کچھ کے لیے طیب اور خبیث کا ضابطہ بیان کرکے اس کا معاملہ طبائع سلیمہ کے سپرد کر دیا اور کچھ سنت مطہرہ نے ایسے اصول بیان کر دیے جس سے اس مسئلہ کا دائرہ کار متعین کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے اور شریعت اسلامیہ پر غور وفکر کرکے اس پس منظر میں کچھ اصول فقہاء نے وضع کیے جن کی روشنی میں مطعومات اور مشروبات کی حلت وحرمت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، السنن، بیروت، المکتبۃ العصریہ صیدا، س ن، 354/3، رقم الحدیث: 3800

2 شافعی، محمد بن ادریس، الامام، الام، بیروت، دار المعرفۃ، 1410ھ، 268/2

3 الماوردی، علی بن محمد، ابوالحسن، الحاوی الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ، 132/15

4 العسکری، الحسن بن عبداللہ، ابوھلال، معجم الفروق اللغویۃ، مصر، دار العلم والثقافۃ للنشر والتوزیع، س ن، 225/1؛ الشیرازی، ابراہیم بن علی، ابواسحاق، التبصرہ فی اصول الفقہ، دمشق، دار الفکر، 1403ھ، 533/1؛
الرازی، فخر الدین، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1420ھ، 185/5
القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دار الکتب المصریہ، 1384ھ، 208/2

5 عزالدین بن عبدالسلام، ابومحمد، الامام فی بیان ادلۃ الاحکام، بیروت، دار البشائر الاسلامیۃ، 1407ھ، 87/1

6 الزحیلی، محمد مصطفیٰ، الدکتور، الوجیز فی اصول الفقہ الاسلامی، دمشق، دار الخیر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1427ھ، 376/1

7 شافعی، الامام، الام، 269/2

8 الماوردی، ابوالحسن، الحاوی الکبیر، 132/15
9 الشیرازی، ابواسحاق، التبصرہ فی اصول الفقہ، 533/1
السمرقندی، محمد بن احمد، علاء الدین، تحفۃ الفقہاء، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1414ھ، 370/3
الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دارالکتب العلمیۃ، 1406ھ، 57/3
آمدی، علی بن علی، ابوالحسن، الاحکام فی اصول الاحکام، بیروت، المکتبۃ الاسلامی، س ن، 113/1
ابن جزی الکلبی، محمد بن احمد، تقریب الوصول الی علم الاصول، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1424ھ، 170/1
10 عزالدین بن عبدالسلام، الامام فی بیان ادلۃ الاحکام، 106/1
11 الزحیلی، محمد مصطفیٰ، الدکتور، الوجیز فی اصول الفقہ الاسلامی، 353/1
12 القرآن، المائدہ: 4
13 القرآن، الاعراف: 157
14 الماوردی، الحاوی الکبیر، 132/15
15 الجصاص الرازی، احمد بن علی، ابو بکر، احکام القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1415ھ، 564/2
الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 38/5
16 ابن رشد، محمد بن احمد، ابوالولید، المقدمات الممہدات، دارالغرب الاسلامی، 1408ھ، 417/1
القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، 300/7
17 امام شافعی، الام، 271/2؛ ماوردی، الحاوی الکبیر، 135/15
18 الخرقی، عمر بن الحسین، ابوالقاسم، متن الخرقی علی مذھب ابی عبداللہ احمد بن حنبل، دارالصحابۃ للتراث، 1413ھ، 145/1
ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، 1388ھ، 405/9
19 السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، بیروت، دارالمعرفۃ، 1414ھ، 255/11
العینی، محمود بن احمد، البنایہ شرح الہدایہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1420ھ، 606/11
20 القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، 300/7
21 امام شافعی، الام، 271/2
22 الخرقی، متن الخرقی، 145/1؛ ابن قدامہ، المغنی، 405/9
23 القرآن، الاعراف: 157
24 القرآن، الجاثیہ: 13
25 القرآن، الاعراف: 32
26 الجصاص، ابو بکر، احکام القران، 32/1
27 الجصاص، ابو بکر، احمد بن علی، الرازی، شرح مختصر طحاوی، دارالبشائر الاسلامیہ، 1431ھ، 373/6
28 القرآن، الانعام: 145
29 الزرکشی، البحر المحیط فی اصول الفقہ، 9/8
30 الترمذی، السنن، 220/4، رقم الحدیث: 1726

31 الدبوسی، ابوزید، عبداللہ بن عمر، تقویم الادلة، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1421ھ، 458/1؛ السرخسی، المبسوط، 77/24؛
المرغینانی، علی بن ابی بکر، برہان الدین، الہدایہ، بیروت، داراحیاء التراث العربی، س ن، 278/2
ابن ابی العز، علی بن علی، صدرالدین، التنبیہ علی مشکلات الھدایہ، السعودیہ، مکتبۃ الرشد، 1424ھ، 747/5
العینی، البنایہ شرح الہدایہ، 342/12، 70
ابن ھمام، محمد بن عبدالواحد، کمال الدین، التحریر فی اصول الفقہ، مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی، 1351ھ، 235
السمعانی، ابوالمظفر، منصور بن محمد، قواطع الادلہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1418ھ، 48/2
32 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1419ھ، 57/1
33 ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، السعودیہ، دار ابن الجوزی، 1423ھ، 101/3
34 السیوطی، الاشباہ والنظائر، 257/1
35 شیخی زادہ، عبدالرحمٰن بن محمد، مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر، بیروت، داراحیاء التراث العربی، س ن، 568/2
36 القرآن، الاعراف: 157
37 ابن ماجہ، السنن، 784/2، رقم الحدیث: 2340
38 الرازی، فخرالدین، محمد بن عمر، المحصول، موسسۃ الرسالۃ، 1418ھ، 97/6
39 شاطبیؒ، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، دار ابن عفان، 1417ھ، 66/2
40 شاطبیؒ، الموافقات، 66/2
41 شاطبیؒ، الموافقات، 46/2
42 الشوکانی، محمد بن علی، ارشادالفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، دارالکتاب العربی، 1419ھ، 285/2
43 ابوداؤد، السنن، 368/4، رقم الحدیث: 5269
44 الشیرازی، ابواسحاق، ابراہیم بن علی، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، س ن، 454/1
ابوالحسین یحی بن ابی الخیر، البیان فی مذھب الامام الشافعی، جدہ، دارالمنھاج، 1421ھ، 510/4
الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 35/5؛ ابن قدامہ، المغنی، 425/9
45 ابوداؤد، السنن، 367/4، رقم الحدیث: 5267
46 البخاری، الصحیح، 13/3، رقم الحدیث: 1829
47 مسلم، الصحیح، 856/2، رقم الحدیث: 1198
48 الجصاص، احکام القران، 24/3
49 مسلم، الصحیح، 856/2، رقم الحدیث: 1198
50 السرخسی، المبسوط، 92/4
ابوالمعالی الجوینی، عبدالملک بن عبداللہ، نھایۃ المطلب فی درایۃ المذھب، دارالمنھاج، 1428ھ، 212/18
51 ابن ابی العز، علی بن علی، التنبیہ علی مشکلات الھدایہ، 749/5

52 صاحب تلخیص کے حوالے کتب شوافع میں بکثرت ملتے ہیں اس سے مراد ابو العباس احمد بن ابی احمد القاص الطبری ہیں 335ھ میں وفات پائی۔(امام الحرمین، نہایۃ المطلب فی درایۃ المذھب، المقدمہ، 178)

53 البغوی، محی السنہ، الحسین بن مسعود، التہذیب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1418ھ، 59/8

54 البغوی، محی السنہ، التہذیب فی فقہ الامام الشافعی، 60/8

55 الترمذی، السنن، 56/4، رقم الحدیث: 1455

56 الخطیب الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ، 151/6

57 العینی، البنایہ شرح الھدایہ، 312/6

58 ابو الوفاء، علی بن عقیل، الواضح فی اصول الفقہ، بیروت، موسۃ الرسالۃ، 1420ھ، 92/2

59 البغوی، محی السنہ، التہذیب فی فقہ الامام الشافعی، 62/8

60 النسائی، احمد بن شعیب، السنن، حلب، مکتب مطبوعات الاسلامیہ، 1406ھ، 206/7، رقم الحدیث: 4348

61 المرغینانی، الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، 351/4

62 المرغینانی، الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، 351/4

63 الماوردی، الحاوی الکبیر، 137/15؛ السرخسی، المبسوط، 225/11

64 امام شافعی، الام، 272/2؛ الماوردی، الحاوی الکبیر، 137/15

65 الماوردی، الحاوی الکبیر، 137/15

66 القرآن، البقرہ: 195

67 القرآن، النساء: 29

68 الماوری، الحاوی الکبیر، 60/15

69 الشیرازی، المھذب، 455/1

70 ابن قدامہ المقدسی، عبد اللہ بن احمد، ابو محمد، المقنع فی فقہ الامام احمد، السعودیہ، مکتبۃ السوادی للتوزیع، 1421ھ، 451/1

71 النووی، المجموع شرح المھذب، 37/9

72 ابن جزی الکلبی، محمد، ابو القاسم، القوانین الفقھیۃ، دار الارقم للطباعۃ والنشر والتوزیع، س ن، 189/1

73 الشرنبلالی، حسن بن عمار، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، المکتبۃ العصریہ، 1425ھ، 64/1

74 البابرتی، محمد بن محمد، العنایہ شرح الھدایہ، دار الفکر، س ن، 202/1

75 الزحیلی، وھبہ، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دار الفکر، س ن، 259،261/1

76 البابرتی، محمد بن محمد، العنایہ شرح الہدایہ، دار الفکر، س ن، 202،203/1

77 البابرتی، العنایہ شرح الہدایہ، 204/1

78 الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، 259/1

79 البخاری، الصحیح، 30/8، رقم الحدیث: 6124

80 البخاری، الصحیح، 58/1، رقم الحدیث: 242

81 مسلم، الصحیح، 1587/3، رقم الحدیث: 2003

82 ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونھایۃ المقتصد، 23/3

83 الحصکفی، الدر المختار، 677/1

84 الحصکفی، الدر المختار، 677/1

85 شامی، ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، 1412ھ، 454/6

اللخمی، علی بن محمد، ابو الحسن، التبصرہ، قطر، وزرات الاوقاف والشئون الاسلامیۃ، 1432ھ 1613/4

قاضی عبد الوھاب مالکی، الاشراف علی نکت مسائل الخلاف، 925/2

الرویانی، عبد الواحد، ابو المحاسن، بحر المذھب فی فروع المذھب الشافعی، دار الکتب العلمیہ، 2009ء، 305/14

ابن قدامہ، المغنی، 159/9

86 القران، البقرۃ: 173

87 السرخسی، المبسوط، 154/10

88 السرخسی، المبسوط، 127/2

89 البخاری، الجامع الصحیح، 87/7، رقم الحدیث: 5484

90 السرخسی، المبسوط، 224/11

91 السرخسی، المبسوط، 224/11

92 ابوداؤد، السنن، 364/3، رقم الحدیث: 3842

93 شافعی، الامام، الام، 221/2

94 السرخسی، المبسوط، 51/1

95 القیروانی، عبد اللہ بن ابی زید، ابو محمد، متن الرسالۃ، دار الفکر، س ن، 82/1

ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الکافی فی فقہ اہل المدینہ، السعودیہ، مکتبۃ الریاض، 1400ھ، 440/1

الماوردی، الحاوی الکبیر، 157/15

الکاسانی، بدائع الصنائع، 1406ھ، 66/1

96 الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ، الکویت، وزارۃ الاوقاف، 1427ھ، 212/35